ہجرتِ نبوی کے دینی واخلاقی فوائد وبرکات

الْخُطْبَةُ الْأُولَى

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْأَرْضِ وَالسَّمَوَاتِ، جَعَلَ مِنَ الْهِجْرَةِ النَّبَوِيَّةِ تَارِيخًا وعِبرًا وعِظَاتٍ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا مُحَمَّدًا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ، فَاللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ، وَعَلَى مَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ. **أَمَّا بَعْدُ**: فَأُوصِيكُمْ عِبَادَ اللَّهِ وَنَفْسِي بِتَقْوَى اللَّهِ، قَالَ جَلَّ فِي عُلَاهُ:(يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ)[1].

رفیقانِ ملت اسلامیہ! میرے دینی بھائیو! نیا ہجری سال بہت جلد ہم پر سایہ فگن ہونے والا ہے سب سے پہلے آپ حضرات کی خدمت میں نئے اسلامی سال کی مبارکباد پیش ہے ایسے موقع پر مسلمانوں کے درمیان عموماً ہجرت کے عظیم الشان واقعے اور اِس کے ثمرات وبرکات کا تذکرہ کیا جاتا ہے بلاشبہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف نبی رحمۃٌ لِّلعٰلمِیْن ﷺ کی ہجرت ایک ایمانی وعرفانی ہجرت ہے یہ فقط اسلامی تاریخ نہیں بلکہ پوری انسانی تاریخ کا عظیم الشان واقعہ ہے اس تاریخی سفر سے بے شمار ایمانی اسباق اعلی اقدار اور انسانی اخلاق واضح ہوتے ہیں، اس سفر سے ایمان ویقین کا دین پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہنے کا اللہ کے

(١) التوبة: ١١٩.

ساتھ حسن ظن کا اور اس کی رحمت پر یقینِ کامل کا ہمیں بالکل واضح سبق ملتا ہے چنانچہ جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے گھبرا کر آپ ﷺ سے عرض کیا تھا کہ: اگر ان کافروں میں سے کوئی اپنے قدموں کی جانب نگاہ ڈالے گا تو وہ ہمیں ضرور دیکھ لے گا تو آپ ﷺ نے اللہ کی رحمت پر اعتماد ویقین کا اظہار کرتے ہوئے ان سے فرمایا: «مَا ظَنُّكَ يَا أَبَا بَكْرٍ بِاثْنَيْنِ اللَّهُ ثَالِثُهُمَا؟»[١]. ابوبکر! ان دو لوگوں کے بارے میں تمھارا کیا خیال ہے جن میں کا تیسرا اللہ ہے؟ اسی طرح ہجرت کے عظیم واقعے سے ہمیں بہت سے اسلامی اخلاق وآداب کی تعلیم ملتی ہے مثلا امانت داری کا اور حقوق کو ان کے مالک تک پہونچانے کا سبق ملتا ہے سید الکونین ﷺ کی امانت ودیانت لوگوں میں معروف تھی اسی لئے اہل مکہ آپ کے پاس اپنی امانتیں رکھا کرتے تھے چنانچہ آپ ﷺ نے جب ہجرت کا ارادہ فرمایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پابند فرمایا اور امانتوں کو ان کے حقداروں تک پہونچانے کی ان کو ذمہ داری عطا فرمائی[٢] بہر حال شریعت میں امانت داری کی بہت تاکید کی گئی ہے چنانچہ اللہ جل جلالہ کا فرمان ہے (إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا)[٣].) بے شک اللہ تعالی تم لوگوں کو اس کا حکم فرماتا ہے کہ امانتوں کو انکے حقداروں تک پہونچادو، پھر جسکی امانت ہمارے پاس ہے چاہے وہ مسلم ہو یا غیر مسلم ہو یعنی اسکا دین اور عقیدہ جیسا بھی ہو ہم بہر حال اسکے حق کی حفاظت

---

(١) متفق عليه.
(٢) انظر تخريج الحديث في البدر المنير لابن الملقن (٧/٣٠٤).
(٣) النساء: ٥٨.

کے پابند ہیں اور اسکی امانت کی واپسی ہم پر لازم ہے ایک عالم فرماتے ہیں تین چیزیں ایسی ہیں جو نیک اور بد سب کے ساتھ کی جاتی ہیں اور کسی کے بد ہونے سے اس کے یہ حقوق ساقط نہیں ہوتے نمبر ایک امانت داری نمبر دو وعدہ اور معاہدہ کی رعایت اور نمبر تین صلہ رحمی[1]

ہجرتِ نبوی کی عظمت و اہمیت کا شعور رکھنے والو! اسی طرح ہجرت سے انسانی ہمدردی اور یکجہتی کا مفہوم پختہ ہوتا ہے اور غیر مسلموں کے ساتھ رواداری اور وسیع القلبی کا اصول واضح ہوتا ہے چنانچہ نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ ابن اُرَیقِط کو راستے کی رہنمائی کیلئے اجرت پر متعیّن فرمایا تھا کیونکہ وہ راستے کے سلسلے میں ماہر تھے نیز امانت دار بھی تھے حالانکہ وہ غیر مسلم تھے[2] الغرض ایک نئے پاکیزہ اور عطاء وکرم والے معاشرے کی تشکیل میں ہجرت نبوی کو بنیادی حیثیت حاصل ہے ایسا معاشرہ جو ایمانی بنیادوں اخلاقی قدروں اور انسانی خوبیوں پر قائم ہے یا اللہ اس ہجری سال کو خیر و برکت ترقی و خوشحالی اور امن وسلامتی کا سال بنادے ***

أَقُولُ قَوْلِي هَذَا وَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ لِي وَلَكُمْ، فَاسْتَغْفِرُوهُ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ.

(١) تفسير الرازي: (١٠/١٠٩) والقائل هو: مَيْمُونُ بْنُ مِهْرَانَ.
(٢) البخاري: ٢٢٦٣.

الْخُطْبَةُ الثَّانِيَةُ

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَحْدَهُ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى مَنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ، وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَمَنْ تَبِعَ هَدْيَهُ. أُوصِيكُمْ عِبَادَ اللَّهِ وَنَفْسِي بِتَقْوَى اللَّهِ.

حضراتِ سامعین ورفیقانِ گرامی قدر! نبی رحمۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن ﷺ نے ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں معافی اور رواداری کو عام فرمایا تھا نیز محبت اور سلام کی قدروں کو مستحکم فرمایا تھا چنانچہ مدینہ کے پہلے خطاب میں آپ ﷺ نے کچھ یوں فرمایا تھا: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ، أَفْشُوا السَّلَامَ»[1]. اے لوگو سلام کو خوب پھیلاؤ، اسی طرح رسول رحمت ﷺ نے اہل مدینہ کو الفت اور ہم آہنگی کی ترغیب دی تھی اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں اتحاد و اتفاق پیدا فرمادیا اور ان کے درمیان امن و سلامتی کو مضبوط فرمادیا جیساکہ قرآن کا فرمان ہے ﴿وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ﴾[2]. اور اللہ نے انکے دلوں میں اتفاق و الفت پیدا کردیا پس مدینہ منورہ میں عفوودرگذر، الفت و محبت اور رحمت مودت کی قدریں عام ہوگئیں، وہاں کا معاشرہ صفِ واحد کے مانند متحد اور سیسہ پلائی دیوار کی طرح مضبوط ہوگیا اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس فرمان نبوی کا مصداق بن گئے «الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ النَّاسُ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ، وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللَّهُ عَنْهُ»[3]. مسلمان تو

---

(١) الترمذي : ٢٤٨٥ ، وابن ماجه : ١٣٣٤ .
(٢) الأنفال : ٦٣ .
(٣) متفق عليه، واللفظ لأحمد (٧٢٨٥).

وہ ہے جسکی زبان اور ہاتھ سے لوگ محفوظ رہیں اور مہاجر تو وہ ہے جو اُن چیزوں کو چھوڑدے جن سے اللہ نے منع فرمایا ہے آخر میں دعا ہیکہ اِلٰہَ العٰلمین: ہمارے معاشرے میں الفت و محبت اور اتحاد واتفاق کو عام کردے ، دنیا سے موجودہ وبا کا خاتمہ کردے اور کوروناوغیرہ سے ہم سب کی حفاظت فرمادے*** هَذَا وَصَلُّوا وَسَلِّمُوا عَلَى سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ، اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ، وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ. **اللَّهُمَّ أَدِمْ عَلَى دَوْلَةِ الْإِمَارَاتِ خَيْرَهَا وَهَنَاءَهَا. اللَّهُمَّ وَفِّقْ رَئِيسَ الدَّوْلَةِ الشَّيخ خَلِيفَة بْن زَايِد وَنَائِبَهُ وَوَلِيَّ عَهْدِهِ الْأَمِينَ، وَإِخْوَانَهُ حُكَّامَ الْإِمَارَاتِ؛ لِمَا تُحِبُّهُ وَتَرْضَاهُ. اللَّهُمَّ ارْحَمِ الشَّيخ زَايِد وَالشَّيخ مَكْتُوم، وَشُيُوخَ الْإِمَارَاتِ الَّذِينَ انْتَقَلُوا إِلَى رَحْمَتِكَ، وَأَدْخِلْهُمْ بِفَضْلِكَ فَسِيحَ جَنَّاتِكَ. وَارْحَمْ شُهَدَاءَ الْوَطَنِ وَأَجْزِلْ مَثُوبَتَهُمْ.**

اللَّهُمَّ ارْحَمِ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ: الْأَحْيَاءَ مِنْهُمْ وَالْأَمْوَاتَ.

اللَّهُمَّ ارْفَعْ عَنَّا وَعَنِ الْعَالَمِينَ الْوَبَاءَ، وَاشْفِ الْمُصَابِينَ بِهَذَا الدَّاءِ وَمِنْ كُلِّ دَاءٍ، يَا مُجِيبَ الدُّعَاءِ.

عِبَادَ اللَّهِ: اذْكُرُوا اللَّهَ الْعَظِيمَ؛ يَذْكُرْكُمْ، وَأَقِمِ الصَّلَاةَ.

خطیب کی چند ذمہ داریاں: (١) مسجد سے باہر نماز پڑھنے والوں کی رعایت کرتے ہوئے نماز میں تخفیف کی جائے (٢) دوسری اذان کا دورانیہ ایک منٹ سے زیادہ نہ ہو (٣) کوشش ہو کہ خطبہ اور نماز کی مجموعی مدت دس منٹ سے متجاوز نہ ہونے پائے (٤) نماز سے قبل اس بات کو یقینی بنالیا جائے کہ دورانِ نماز بطور خاص رکوع اور سجدوں میں صحن کے مائیکروفونز کام کرتے رہیں (٥) نمازیوں کو باہم متعین فاصلہ رکھنے کی اور ماسک کو منھ پر صحیح طریقے سے لگائے رکھنے کی یاددہانی کرادی جائے